وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (القرآن)

سهم الغیب فی کبد اهل الریب

تصنیف

امام المحدثین سند المفسرین سید الفقهاء
سلطان المحققین الحافظ الحجة علامه

محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حسب ارشاد

جامع المعقول والمنقول شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ
مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ

ناشر

(مولانا) محمد اسحاق توحیدی

جامع مسجد بلال کوٹ اسحاق نزد عالم چوک گوجرانوالہ

بسم الله الرحمٰن الرحيم

سبحان الذی يسمع دبيب النملة السوداء على الصخرة الصماء فی الليلة الظلماء ـ والصلوة والسلام علىٰ من دعانا الى الملة الحنيفية السهلة السمحة البيضاء ـ ورحمة الله على صحبه وعلى من انتدب بندبه الى عقائد المسلمين والصلحاء ـ ولعنة الله على من مخرق فی الدين واختلق على المسلمين وخبط خبط العشواء والعمياء ـ ثم إن بعض من يدور خلف الدار ويأخذ الجار بذنب الجار تقيّل اخلاق أبائه واجداده ـ ونزعه عرقه الى شنشنة اخزمية فجد الجهلة ودعا المردة الى كفره والحاده ـ وتصور بصورة الشيطان فابدیٰ زخرفا من القول وزورا ـ يميل اليه المستهترون فی البدعات ـ فاشاع ان رسول الله ﷺ عالم بجميع ماكان ومايكون من الكليات والجزئيات ـ ولم يفرق بين علم الله تعالىٰ شانه وبين علم الرسول الافرق الذاتيات والعرضيات ثم جوزه لغيره من الامة ايضا ليروج منه القول بعبادة القبور وباشاعة الفواحش والمنكرات ـ فكفره العلماء كافة ودمروه تدميرا ـ واستاصلوه لعنة الله عليه واقامو عليه نكيرا ـ فلم يواف احدا يشاركه فی لعنته ويدفع منه شيئا من ظلامة ـ غير خبيث اعرج اعيب من بغلة ابی دلامة ـ فركب عليه ركوب الشيطان على الحمار ـ ولم يعلما ان الاثنين شيطانان يلحقان مالحقهما من الدمار والتبار ـ ثم تبعهما كافر على كافر ـ اذقد يقع حافر على حافر ـ ثم ان واحدا منهم ابدیٰ فيه رسالة مسخ فيه العبارات ونسخ الايات ـ زاعما ان لايتوجه احد من المسلمين الى تلك التلبيسات والتحريفات ـ واخطات استه الحفرة اذ علماء الاسلام وحملة السنة ـ شاهرون سيوفهم على اهل البدع وقاهرون بالرماح والأسِنّة ـ ولولا جهل العوام لكان جوابها الصادق ان لعنة الله على من ابداها ـ وسخطه على من تقولها وافتراها ـ ولكن الشفقة على الذين دعت الى ردها على متقوليها ـ اذ البضاعة المزجاة مردودة على ذويها ـ ولعمری انهم زنادقة فان أنِفوا فهم ملاحدة ـ وهٰذا تفنن والحق ان نكفر كله ملة واحدة ومتقول الرسالة كافر ملعون ـ ثم مجروح ثم مطعون ـ ثم مقبوح ثم منبوح ـ ثم مرذول ثم مطروح ـ سلّ لسانه على كافة الاعلام ـ فكفر كل من خالفه من علماء

الاسلام۔ایھاالزندیق المتمادی فی زندقتہ للتواری فی لغتہ وشیطنتہ۔الغالی فی فسقہ وبدعتہ۔ الراضی علی ھلکہ ونقمتہ۔اماتدری ان اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك۔واللہ فی کل ماتفتری رقیب علیك۔حتامَ فی البغی والعدوان۔ والکفروالطغیان۔الام فی الازدراء بعلماء الدین۔والتحیز الی فئۃ الشیاطین والمتدعین تتأسی بمن یعقدعلی قافیتك۔ولاتخشی مالك ناصیتك۔اماتعلم ان الدنیا عاجلۃ۔وبتدمیر مثلك کافۃ ۔ طلبك الطلبۃمرات الی المناظرۃ۔وندبوك کرات الی المسامرۃ۔فتسللت منھم واتخذت سبیلك المھیع۔اذالعروس انما تتزین فی المخدع۔ثم تدعو الناس الی الکفر علی المنابر۔وتحرف النصوص الصریحۃ والظواھر۔رجعت تجارتك بخسارۃ تامۃ وباءت بغیتك ببلیّۃ عامۃ۔انت قاصرعن درك ھذاالوطر۔فکن آخذاسبیل الحذر۔ ناکباعن ھوّات الھذیان والھذرواکتف منا علی ھذاالثناء القلیل فانہ بذلك احری۔وکل صید فی جوف الفرء۔فان شکرت علی ھذاالثناء لنزیدنك وان کفرت وھو دیدنك لنبیدنك ۔وحسبنااللہ ونعم الوکیل ۔واعلم انك لاتستطیع ان تمیت شیئامما ھدی اللہ بہ الناس علی یدالشیخ الزاھدالوراع الشھید مولاناشاہ اسمٰعیل۔وھل تستطیع ان تمیت ذکرمن شھدبحیوتہ ربہ الجلیل۔ولانت احقرواھون علی اللہ من ذالك ۔وتبوء بالخسارانشاء اللہ العزیز من ھناك۔وھل یترك احدتقویۃ الایمان والصراط۔ویاخذ بقول عادنتہ علیك کالضراط۔فخذھذافانما اکتسبتہ علی نفسك۔ وترقب فی الغدجزاء مافعلتہ فی امسك۔

وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْاُمُوْرِ

بعدحمد وصلوۃ کے اہل اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ چند ماہ گزرے ایک شخص مجہول الحال جوکہ بیشتر لکھنو میں کسی ناٹک سے تعلق رکھتے تھے ناٹک کی سرد بازاری کی وجہ سے دہلی میں تشریف لائے اور جب کوئی ذریعہ روٹی کھانے کمانے کا ہاتھ نہ لگاتو آپنے وعظ کا پیشہ اختیار کر لیااور چونکہ قرآن وحدیث سے بہ سبب مشاغل دنیوی آپ کومس نہیں اور نیز یہ کہ عوام کالانعام قرآن وحدیث کے واعظ کو معمولی واعظ سمجھتے ہیں آپنے جوکچھ چاہا جودل میں آیاانا پ شناپ گا دیا۔

اور جو انکو آبائی اجدادی ترکہ میراثی ملا ہے اس کو ظاہر کیا اور علمائے ربانیین مثل شیخ ورع زاہد مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام المسلمین مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا شروع کیا اور لوگوں کو قبر پرستی کی طرف رغبت دلائی اور کچھ کچھ مبادی اصول فرقہ سبائیہ خذلھم اللہ کے بتانے شروع کئے یعنی یہ دعوی کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اور باقی عباد اللہ کو علم مستغرق اور محیط حاصل ہے صرف اتنا ہی فرق ہے کہ باری تعالیٰ کو بالذات اور عباد کو بالواسطہ چنانچہ انکی عبارتیں رسالہ "ازالۃ الخفاء" جو کہ حقیقت میں حماقت کی اندھیری ہے یہ ہیں: (ص ۳) اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے کمال فضل وکرم سے اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم نور مجسم رحمۃ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سارے غیوب کھول دیئے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیش نظر ہے تمام دنیا کو کف دست مبارک کی طرح دیکھتے ہیں نزدیک ودور آپ کو یکساں ہے ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہوگا آپ پر سب روشن ہے۔ آسمان میں کوئی پرندہ پر نہیں مارتا لیکن آپ اس کے حال سے پورے واقف ہیں۔ ہماری آوازوں کو سنتے اور ہمارے سلام کا جواب دیتے ہمارے احوال کو جانتے ہماری صورتوں کو پہچانتے ہیں وغیرہ انتہی،، اور (ص ۱۶) میں ہے۔ ہم تو خود اس کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں آپکے اولیاء امت کو بھی غیب دانی کا مرتبہ حاصل ہے انتہی" اور آپکی عبارت ثانیہ علم محیط میں ہے البتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں عیانی اور سمعی ہونے کا فرق کرتے ہیں باقی احاطہ اور استغراق میں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں کوئی فرق نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں کچھ فرق نہیں۔

واضح ہوا کہ اصل میں مبادی ہیں آخر میں دعوی حلول اور اتحاد کا کر کے صنیع میراثی بجالائیں گے۔ ہر چند کہ یہ رسالہ ابتداء سے انتہا تک حماقت در حماقت ہے رد کے قابل نہیں لیکن عوام کی جہالت تردید کی طرف داعی ہوئی اور مقصود اتنا ہی ہے کہ جن علماء کی عبارتیں ان میاں جی نے بلا فہم مطلب نقل کی ہیں انکے عقائد حقہ تحریر ہو جائیں تا کہ عوام اہل اسلام پر اس عقیدہ کفریہ کا اثر نہ ہونے پائے۔ پس معروض یہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ اتنا ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امور نبوت واحکام دینیہ میں اعلم الخلائق ہیں اور اللہ کے علم سے آپ کے علم کی نسبت وہ ہے جو نسبت متناہی کو غیر متناہی کی طرف ہے اور بس اور باقی عباد کو بھی حسب ارادہ باری عز مجدہ کچھ مغیبات مکشوف ہو جاتی ہیں بدرجہ بدرجہ لیکن استغراق اور احاطہ وہ رب قدیر کے علم میں ہے نہ غیر کے علم میں۔

مقدمہ غیب کی تقسیم میں اور شرک کی تعریف میں

واضح ہو کہ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ **غیب مطلق**: اور اس کو غیب خاص بھی کہتے ہیں اور دوسری قسم **غیب اضافی**: پھر غیب مطلق کو علماء نے دو معنی پر اطلاق کیا ہے اور ایسے ہی غیب اضافی۔ بعض اہل علم غیب مطلق کو اس معنی میں استعمال کرتے ہیں کہ نہ تو وہ حواس یا عقل سے معلوم ہو سکے اور نہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اطلاع دی ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی تو اس کو غیب اضافی کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ بعض ہی سے غیب ہے تو اس معنی کے اعتبار سے جو چیز آنحضرت کو مثلاً معلوم کرا دی گئی وہ غیب اضافی کہلائے گی اور جو چیز فقط رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو وہ غیب مطلق ہے۔

اسی معنی سے ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وخرج ذلك عن غيب المطلق وصار غيبا اضافيا اور دوسرے معنی غیب مطلق کے یہ ہیں کہ ہمارے حواس اور عقل سے خارج ہو فقط۔ پس اگر کسی کا ادراک یا احساس کسی چیز کے ساتھ متعلق ہو جائے تو غیب اضافی ہو گا اس واسطے کہ اسی کے اعتبار سے غیب ہے کہ جس کا تعقل اور احساس اس کیساتھ متعلق نہیں۔ اسی معنی کو شاہ عبد العزیز صاحب نے (سورۃ جن) فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا کی تفسیر میں ارادہ کیا اور یہ معنی پہلے معنی سے عام ہیں کیونکہ اُس میں دو قیدیں تھیں نہ خود معلوم ہو سکے اور نہ اللہ تعالیٰ ہی معلوم کرائے۔ اور اس میں ایک قید ہے پس اگر اللہ تعالیٰ نے معلوم بھی کرا دیا لیکن ہمارے احساس اور تعقل سے خارج تھے غیب مطلق کہلائے گی اور معنی اول کے اعتبار سے یہ غیب نہ ہوگی لان نقیض الخاص عام اس سے مصنف صاحب کی ایک حماقت ظاہر ہو گئی کیونکہ [illegible]

ہیں "علماء مکہ تو غیبِ اضافی ہی فرمارہے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے غیبِ خاص وغیب حقیقی ہی ثابت کردیا انتہی" اس واسطے کہ اصطلاحیں دو ہیں اصطلاح اول کے اعتبار سے یہ قسم بھی جس کو شاہصاحب نے غیبِ خاص اورغیبِ مطلق فرمایا غیبِ اضافی ہوگا۔ ناقل جی عبارت تو نقل کردیتے ہیں لیکن مطلب سمجھنا توسچے موحدوں کا کام ہے۔

تفسیر کبیر سے غیب کے ایک اور معنی بھی معلوم ہوتے ہیں کہ حواس سے معلوم نہ ہوچاہے عقل سے معلوم ہوجائے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ان الغیب ھو الذی یکون غائباعن الحاسة ثم ھذالغیب ینقسم الی ماعلیه دلیل والی مالیس علیه دلیل۔

اب شرک کی تعریف سنیئے

شرح مقاصد میں ہے ان حقیقة التوحیدعدم اعتقادالشریك فی الالوھیة ای فی وجوب الوجودو خواصھامن تدبیر العالم و خلق الاجسام واستحقاق العبادة وقدم ماھوقائم بنفسه آه نقلاعن حواشی عبدالحکیم علی شرح العقائد العضدیه یعنی شرک اس کو کہتے ہیں کہ اُلوہیت میں یا خواصِ اُلوہیت میں اللہ کے ساتھ غیر کو بھی ساجھی مانے فقط۔ اور مراد خواص سے فقط وہی خواص نہیں جو کہ عقلا الوہیت کیلئے ثابت بلکہ یہ بھی اوروہ بھی جوکہ سمعًا ثابت ہیں چاہے عبادت ہوچاہے استغراق علم ہو یا اورکوئی صفت مما استاثر اللہ بھا۔

اور نیز واضح ہوکہ یہاں صفت ذاتی سے مراد وہ صفت ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہوا ہے نہ مقابل بالغیر کا تو اس تقدیر پر چونکہ علماء اسلام استغراق علم فقط اللہ تعالیٰ کے واسطے ثابت کرتے ہیں نہ غیر کے واسطے اگر کوئی غیر کے واسطے علم محیط ثابت کرے شرعا مشرک ہے اگرچہ بالغیر ہی مانتا ہو اس سے مؤلف صاحب کی حماقت جوکہ صفحہ ۸ میں واقع ہوئی ہے معلوم کرلینی چاہئے۔ عبارت ان کی یہ ہے "جناب مولوی صاحب اور دیگر علماء سنت کثرہم اللہ جس

غیب اضافی وبالعرض کوحضرات انبیاء کرام واولیاء عظام علیہم السلام ورحمۃ اللہ علیہم کے لئے ثابت فرمارہے ہیں وہ سرے سے اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہی نہیں انتہی'' اس واسطے کہ یہ میاں جی صفت خاص سے مقابل بالغیر کے سمجھے ہوئے ہیں اور علم محیط غیر کے واسطے تجویز کررہے ہیں اور مراد اہل علم کی صفت خاص سے صفت غیر مشترکہ ہے پس اگر صفت غیر مشترکہ کوغیر باری تعالیٰ کے واسطے بالغیر ہی ثابت کریگا مشرک ہوگا۔ البتہ عدم اشتراک ثابت کرنا ہوگا چاہے عقلا ہو چاہے سمعا پس۔

یہاں تین باتیں ثابت کرنی ہیں : ایک: یہ کہ مراد صفت خاص سے صفت غیر مشترکہ ہے نہ مقابل بالغیر کے۔ **دوسری**: یہ کہ علم محیط بایں معنی صفت خاص ہے باری تعالیٰ کے لئے۔ **تیسری**: یہ کہ اشراک اسی پر محصور نہیں کہ غیر باری تعالیٰ کوواجب اور معبود سمجھے بلکہ اگر صفت غیر مشترکہ غیر باری تعالیٰ کے واسطے ثابت کردے تووہ بھی مشرک ہوا۔ امراول پر تفسیر کبیر کی عبارت جو وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کی ذیل میں ہے دلیل قاطع ہے واما انه واحد فی صفاته فلان موصوفیته سبحانه بصفات متمیزة عن موصوفية غيره بصفاته من وجوه احدهاان کل ماعداه فان حصول صفاته لاتكون من نفسه بل من غيره وهو سبحانه يستحق حصول صفاته لنفسه لالغيره وثانيهاان صفات غيره مختصة بزمان دون زمان لانهاحادثة وصفات الحق ليست كذلك وثالثهاان صفات الحق غير متناهية بحسب المتعلقات فان علمه متعلق بجميع المعلومات وقدرته متعلقة بجميع المقدورات بل له فی کل واحد من المعلومات الغير المتناهية معلومات غير متناهية لانه يعلم فی ذلك الجوهر الفرد انه كيف كان ويكون حاله بحسب كل واحدمن الاحياز المتناهية وبحسب كل واحدمن الصفات المتناهية فهوسبحانه واحد فی صفاته من هذه الجهة انتهی۔

توامام رحمۃ اللہ علیہ نے استغراق علم کوتوحید صفاتی کی وجہ ثالث قراردے کر ذاتیت مقابل بالغیر کاعدیل بنایا اور اس کوتوحید صفاتی کی وجہ اول قرار دیا تومعلوم ہوا کہ توحید صفاتی میں صفت خاصہ سے صفت غیر مشترکہ مراد ہے تواب میاں جی کسی مسلمان سے امام کی عبارت کا مطلب سمجھ

کر اپنے مشرک ہونے پر مؤمن ہوجائیں۔ دوسرا امر یعنی یہ کہ احاطۂ علم صفت خاصہ باری تعالیٰ کی ہے سواس پر اہل اسلام کا اجماع ثابت ہوجائے گا لیکن فی الحال عبارۃ مذکورہ ہی اثبات کے واسطے کافی ہے کیونکہ امام رازی ﷫ نے استغراق علم کو ذاتی بالغیر سے الگ کر کے اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ قرار دیا۔ رہا تیسرا امر یعنی یہ کہ اشراک اسی پر منحصر نہیں کہ غیر باری کو واجب یا معبود جانے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ صفت خاصہ بمعنی مذکور غیر کے واسطے ثابت کیجائے سو ہر چند اس کی اثبات کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اصطلاحی امر ہی اثبات طلب نہیں اتنا ہی ضروری ہے کہ یہ عقیدہ کفر ہے خواہ شرک کہیں یا نہ مطلق ہی کفر سہی لیکن میاں جی فقط کفر سے ناراض ہیں لہٰذا نقل سے ثابت کئے دیتا ہوں کہ شرعاً اُن کا خطاب مشرک بھی ہے اب راضی رہیں تفسیر کبیر میں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ کی ذیل میں ہے:

ثم اعلم ان القائلين بان اليهود والنصارى يندرجون تحت اسم المشرك اختلفوا على قولين فقال قوم وقوع هٰذا الاسم عليهم من حيث اللغة لمابينا ان اليهود والنصارى قائلون بالشرك وقال الجبائى والقاضى هذا الاسم من جملة الاسماء الشرعية واحتجا على ذلك بانه قد تواتر النقل عن الرسول عليه الصلوٰة والسلام انه كان يسمى كل من كان كافرا بالمشرك وقد كان فى الكفار من لايثبت الٰها اصلا او كان شاكا فى وجوده او كان شاكا فى وجود الشريك وقد كان فيهم من كان عند البعثت منكرا للبعث والقيامة فلا جرم كان منكرا للبعثة والتكليف وما كان يعبد شيئا من الاوثان والذين كانوا يعبدون الاوثان فيهم من كانوا يقولون انها شركاء الله فى الخلق وتدبير العالم بل كانوا يقولون هٰؤلاء شفعاء نا عند الله فثبت ان الاكثرين منهم كانوا مقرين بان الٰه العالم واحد وانه ليس له فى الالٰهية معين فى خلق العالم وتدبيره شريك ونظير اذا ثبت هذا ظهر ان وقوع اسم المشرك على الكافر ليس من الاسماء اللغوية بل من الاسماء الشرعية كالصلوٰة والزكوٰة وغيرهما واذا كان كذلك وجب اندراج كل كافر تحت هٰذا الاسم انتهى۔

اور اس تحقیق پر امام رازی ﷫ کی رضا معلوم ہوتی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ بعض مشرکین عبادۃ اَوثان کی نہیں کرتے تھے پھر بھی وہ شرعاً مشرک ہی ہیں لیکن متنازع فیہ میں جب یہ ثابت ہوا کہ علم محیط صفتِ خاصہ باری عزوجل کی ہے اور اس اعتقاد کو امام نے توحید کا جز قرار دیا

ہے چنانچہ نقل ہو چکا تو اب ایسے علم کو غیر کے واسطے ثابت کرنا لغۃً اشراک ہے فقط شرعاً ہی نہیں تو میاں جی کسی طرح سے ناراض نہ ہوں اور ہمارے احسان کے شاکر رہیں لیکن وہ یوں بھی کافر ہوں گے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ مؤلف صاحب کو وساوسِ دنیوی نے فرصت نہیں دی کہ عبارت سمجھنے کی استعداد پیدا کریں اور پھر علماء ربانیین کا مقابلہ کرتے ہیں۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس — در د میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اس معنی پر شرک کا اطلاق نقلِ متواتر کا مفاد ہے مگر میاں جی نے اسلام کو فقط ہدیہ مکیہ پر منحصر جان لیا ہے پھر اس کا مطلب بھی نہیں سمجھتے۔

سنت سنیاں نہ ایں باشد ایں مگر از بن سبا داری

تمام ہوا مقدمہ

مقصد عالم الغیب کے عرفی متبادر کیا معنی ہیں جس کی وجہ سے حضرت گنگوہیؒ ادام اللہ فیوضہ اس کا اطلاق غیر پر ایہام شرک سے خالی نہیں فرماتے۔ جاننا چاہئے کہ اس لفظ سے معنی استغراق کا حقیقۃً متبادر ہے تلخیص المفتاح اور اس کی شرح مطول میں ہے وھو ای الاستغراق ضربان حقیقی وھو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب اللغۃ نحو عالم الغیب والشھادۃ ای کل غیب وشھادۃ اھ۔

تو اس لفظ کو غیر باری کے واسطے تجویز کرنا اور استغراق مراد لینا صریح کفر ہے اور نقل ہو چکا ہے کہ ذاتی اور بالغیر کا فرق نہیں اور اگر اس لفظ کا اطلاق کرے اور بعض غیوب مراد لے تو شرک نہیں لیکن ایہام سے خالی نہیں اس واسطے کہ ایہام کے یہی تو معنی ہیں کہ لفظ کا محتمل ہو لیکن مراد نہ ہو سو استغراق اس لفظ کا محتمل کیا بلکہ متبادر ہے چنانچہ مطول کی دوسری جگہ میں ہے و تحقیقہ ان اللفظ اذا دل علی الحقیقۃ باعتبار وجودھا فی الخارج فاما ان یکون لجمیع الافراد او بعضھا اذ لا واسطۃ بینھما فی الخارج فاذا لم یکن للبعضیۃ لعدم دلیلھا وجب ان یکون للجمیع انتھی۔

تو اب ان حضرت نے اپنے حماقت نامہ کے صفحہ ۱۰ میں لکھا کہ (گنگوہی صاحب کا یہ فقرہ "علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں" اضافی و غیر اضافی تھوڑی اور بہت خواہ اپنی ذات سے خواہ اللہ کے معلوم کرانے سے سب کی مطلقاً نفی کر رہا ہے) کمال حماقت ہے اس واسطے کہ حضرت کی مراد وہی ہے جو کہ تلخیص المفتاح سے نقل ہو چکا اور اگر یہ کہا جائے کہ لفظ اس پر بھی صادق آسکتا ہے کہ آنحضرت بلا واسطہ باری کے کسی چیز کے عالم ہوں سو یہ دوسری وجہ ایہام کی ہو جاوے گی اور اس طرح کو خود واعظ صاحب

شرک تسلیم کر چکے ہیں۔
پس تعجب ہے اس حماقت سے کہ ایک محتمل اس کا شرک ہو اور پھر لفظ کو اطلاقاً اطلاق کیا جائے اور ایہام نہ ہو شاید ایہام اور ارادہ میں فرق نہیں کرتے سو یہ اور حماقت ہے۔ بعد اس کے واضح ہو کہ عقیدہ اہل اسلام کا بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رسالت کے اُمور میں اعلم الخلائق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریا سے ہوا کرتی ہے۔ آخر دریا تو متناہی ہے اور علم رب العزۃ غیر متناہی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ اہل علم اکثر استغراق عدم استغراق سے بحث کرتے ہیں اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کا علم محیط ہو لیکن بافاضہ باری تعالیٰ کے سو یہ اہل اسلام کا عقیدہ نہیں صرف میاں جی نے مشرک کا لقب اپنے سے ٹلانے کو یہ حیلہ ظاہر کیا ہے مگر یہ لقب تھوڑا ہی ٹل سکتا ہے الاسماء تتنزل من السماء۔
اب بعض تصریحیں علماء اسلام کی اس امر پر کہ علم آنحضرت کا اور سائر بشر کا محیط اور مستوعب معلومات نہیں پیش کرتا ہوں ہر چند کہ استیعاب غیر ممکن ہے کوئی کتاب مبسوطات سے نہوگی کہ جس میں یہ مسئلہ مذکور نہ ہو تو سب عبارتوں کو نقل کرنا ممکن نہیں لیکن بمقتضائے ما لا یدرك كله لا يترك كله چند عبارتیں فقہاء اور محدثین اور مفسرین کی پیش کرتا ہوں جن سے صراحۃً معلوم ہو جائے گا کہ عقیدہ اہل اسلام کا وہی ہے جو مذکور ہو چکا بعد اس کے میاں جی سے حماقتیں سرزد ہوئی ہیں اُن کا ذکر کیا جائے گا۔ تفسیر کبیر میں يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کی ذیل میں ہے وكمال العلم يحصل من جهات ثلثة وحدته وعموم تعلقه بكل المعلومات وبقائه معصوما عن كل التغيرات وما حصلت هذه الكمالات الثلثة الا في علمه سبحانه وتعالىٰ انتهى۔
یعنی کمال علم کی ایک جہت یہ ہے کہ سب معلومات سے متعلق ہو اور اس طرح سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا علم نہیں اس سے یہ سمجھنا کہ نفی بالذات کی ہے نہ بالغیر کی حماقت ہے کیونکہ اگر یہ مطلب ہو تو علم محیط میں کلام کرنے کی کیا ضرورت ہے ایسا تو ایک شئ میں بھی نہیں اور یہ کہنا کہ اس قسم کی آیتیں اوائل پر محمول ہیں ہر چند کہ ہمارے مطلب کے مضر نہیں کیونکہ ہم نے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے استدلال کیا ہے نہ آیت سے۔ معہٰذا حماقت سے خالی نہیں کیونکہ اوائل پر جب محمول کرو کہ اخیر زمانے میں کوئی دلیل استیعاب کی پیش کرو حالانکہ تمہارے پاس کوئی دلیل قرآن وحدیث واقوال علماء سے نہیں چنانچہ عنقریب انشاء اللہ العزیز معلوم ہو جائے گا اور اسی تفسیر میں وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی ذیل میں ہے اما المفسرون فقالوا ان النبی ﷺ

لماقال لهم ذلك قالوانحن مختصون بهذاالخطاب ام انت معنا فقال علیه السلام بل نحن وانتم لم نؤت من العلم الاقلیلا فقالوا مااعجب شانك یامحمدساعة تقول ومن یؤت الحکمة فقداوتی خیرا کثیرا وساعة تقول هذافنزل قوله ولوان مافی الارض من شجرة اقلام الی آخره وماذکروه لیس بلازم لان الشئ قدیکون قلیلا بالنسبة الی شئ کثیرابالنسبة الی شئ آخر فالعلوم الحاصلة عندالناس قلیلة جدابالنسبة الی علم الله وبالنسبة الی حقائق الاشیاء ولکنهاکثیرة بالنسبة الی الشهوات الجسمانیة واللذات الجسدانیة انتهی۔

خلاصه اس کا یہ ہے کہ علم آنحضرت ﷺ کا اور ساری مخلوقات کا اللہ تعالی کے علم کی نسبت بہت قلیل ہے جو سوال جواب ابھی گذر چکے یہاں بھی جاری ہیں اسی تفسیر میں وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کی ذیل میں ہے ثُمَّ قَالَ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا وهذامن اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل والمناقب وذلك لان الله تعالی مااعطی الخلق من العلم الاالقلیل کماقال ومااوتیتم من العلم الاقلیلا ونصیب الشخص الواحدمن علوم جمیع الخلق یکون قلیلاثم انه سمی ذلك القلیل عظیمااھ۔

خلاصہ اس کا وہی ہے کہ علم بشر بہ نسبت علم باری تعالی کے کچھ بھی نہیں کیوں جی میاں جی یہاں تو ذاتی اور بالغیر کی ٹانگ نہ اڑے گی کیونکہ ان مواقع میں توامام المتکلمین قلة کثرة میں کلام کر رہا ہے اور اسی تفسیر میں آیۃ الکرسی کی ذیل میں ہے۔

المسئلة الثانیة الی ان قال۔ والمراد انه تعالی عالم بکل المعلومات والخلق لایعلمون کل المعلومات بل لایعلمون الاالقلیل یعنی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی شانہ کل معلومات کا عالم ہے اور خلق نہیں جانتی مگر قدر قلیل یہاں بھی امام المتکلمین ذاتی بالغیر سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا خالق کے علم کا احاطہ اور خلق کے علم کی قلت ذکر کر رہا ہے کیوں جی اگر آپ کے مخاصمین کو فرقۂ وہابیت سے ربط تھا تو آپ کو کس نے فرقۂ سبائیہ کی روش پر لا ڈالا کہ خواہ مخواہ الا ماشاء کے استثناء میں اپنے کمال کو دخل دیکر حماقت کی ذلت اٹھائی چنانچہ واضح ہو جائے گا اور جو آپ اپنی حماقت کو دخل نہ دیتے اور تصریحات مفسرین ہی نقل کرتے تو کیا اچھا ہوتا تفسیر مظہری میں اسی آیت کے ذیل میں ہے۔ الابماشاء احاطته وذلك قلیل قال الله تعالی

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا(۵) اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ علم بشر محیط نہیں ہوسکتا یہ وہی قاضی صاحب ہیں کہ جنکے حق میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ بقول مؤلف رسالہ کے جانشین ہندی بیہقی وقت فرمایا کرتے تھے لیجئے اب تو آپ کو جانشین ہندی کی طرف سے بھی خطاب مشرک کامل گیا اب تو ہم سے رنجیدہ نہو گے یہ تھوڑا ہی ہوسکتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادر زادہ شاہ محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہوں حالانکہ انکے وجود سے شاہ صاحب مباہات اور مفاخرۃ کرتے تھے اور جو میرا کہنا معتبر نہ جانتے ہو تو حیاۃ طیبہ اٹھا کر دیکھو لے جیو آخر اس کے سمجھنے میں تو دقت نہ ہوگی وہ تو اردو ہے۔

ابوالسعود میں اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کی ذیل میں ہے۔ ای الا رسولا ارتضاہ لاظهاره على بعض غيوبه المتعلقة برسالته كمايعرف عنه بيان من ارتضى بالرسول تعلقاتامااما لكونه من مبادى رسالته بان يكون معجزة دالة على صحتها واما لكونه من اركانها واحكامها كعامة التكاليف الشرعية التى امر بها المكلفون وكيفيات اعمالهم واجزئتها المترتبة عليها فى الاخرة ومامتوقف هى عليه من احوال الاخرة التى من جملتها قيام الساعة والبعث وغير ذلك من الامور الغيبية التى بيانها من وظائف الرسالة واما مالايتعلق بها على احد الوجهين من الغيوب التى من جملتهاوقت قيام الساعة فلايظهر عليه احدا ابدا (انتہی)۔

اور ان ہی لفظوں سے روح البیان میں ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ لفظ رسول مشتق ہے اور اس کے متعلق حکم ہو رہا ہے تو ماخذ اشتقاق علۃ حکم ہوگا جیسے فن اصول میں مقرر ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ رسول کو رسالت کے متعلق جو امور ہوں ان سے اطلاع دیجاتی ہے خواہ وہ امور مبادی رسالت ہوں جیسے کہ معجزہ یا ارکان اور احکام رسالت کے ہوں جیسے کہ تکالیف شرعیہ اور کیفیات اعمال اور اجزیہ اور احوال آخرۃ کہ موقوف علیہ ارکان اور احکام کی ہیں لیکن وہ چیزیں کہ رسالت کے متعلق نہیں نہ بطور مبادی کے اور نہ بطور احکام وارکان کے پس اس پر اطلاع نہیں کی دیجاتی۔ پس میاں جی عرض یہ ہے کہ آیا آپ کو کہیں رات میں ابن سبا تعلیم کر گیا یا آپ کا کہیں ناٹک میں خیال تھا کہ چار مہینے سے آپ حماقت نامہ لکھ رہے ہیں اور ان آیتوں کے معنی مسخ کرنے کو آمادہ ہوئے اور مفسرین کی تفسیریں جہاں کہیں مضر معلوم ہوئیں چھوڑ دیں اور جہاں کہیں لفظ عموم کا معلوم ہوا چاہے دو سطر کے بعد تخصیص موجود تھی لے لیا یہ روح البیان وہی تو ہے کہ جس کے الفاظ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کی ذیل میں بہ شد و مد عموم ثابت کر رہے ہیں اس

کی سورۂ جن میں جو لفظ تھے وہ بھی سمجھ لئے ہوتے تا کہ کفر سے نجات پاتے بے شک ابن سبا کے ولد بار اور اشد آپ ہی ہیں الولد سر لابیہ کو آپ ہی نے صادق کیا ع و من یشبہ اباہ فما ظلما "یا یہ کہ حجام ساباط کی طرح آپ کو فارغ بیٹھنا برا معلوم ہوتا تھا ؎

سعادت تو دربربط و دف شمار — ترابا حدیث و مثانی چه کار
ندانی که چون پرده باشد بحال — نیاید دست کسی گوشمال
تو با چنگ خود ساز کو کارتست — که درامر علم ست عالم درست
پسر چون نباشد بکار پدر — تو گویا پا ور ابی پدر برشمر
ندانی تواے گریز خیره راے — نیرزند چغداں ببزم همای
چنیں خبث و ناپاکی و باشهید — چنیں غی و گمراهی و بارشید
کدامی حماری زخیل حمیر — خدا داردت درشهیق و زفیر

میاں جی حمار کے لقب پر ناخوش نہو جیئے یہ تو آپ کے ہی کلمہ کی شرح ہے کہ ہر کہ درکان نمک رسید نمک شد" تفسیر مدارک میں ہے فَلَا یُظْهِرُ فلا یطلع عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا من خلقه اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الا رسولا قدارتضاه لعلم بعض الغیب لیکون اخباره عن الغیب معجزة له فانه یطلعه علی غیبه ماشاء قسطلانی شرح بخاری جلد عاشر میں بھی یہی لفظ ہیں یہ صاحب مدارک اور قسطلانی وہی تو ہیں کہ میاں جی نے اُنکی عبارتیں آیۃ الکرسی میں اور آخر حماقت نامہ میں مواہب لدنیہ سے نقل کی ہیں پھر سوء فہم سے کفر اختیار کرنا پڑا اور نہ یہ کونسی انسانیت ہے کہ کوئی مصنف ایک جگہ میں لفظ مجمل سا لائے اور دوسری جگہ میں اُسکی تفسیر کردے تو حضرت میاں جی نے ایک جگہ کے لفظ موافق ہوائے نفسانی کے بنا کر نقل کر دیئے اور اصل مطلب چھوڑ دیا نعوذ باللہ من الکفر بعد الایمان۔

ایضا قسطلانی کی جلد مذکور میں ہے: وقوله الداؤدی ما اظن قوله فی هذه الطریق من حدثك ان محمدا یعلم الغیب محفوظا وما احد یدعی ان رسول الله ﷺ کان یعلم من الغیب الا ما علمه الله متعقب بان بعض من لم یرسخ فی الایمان کان یظن ذلك حتی کان یری ان صحة النبوة تستلزم اطلاع النبی علی جمیع

المغیبات اھ اس سے صاف معلوم ہوا کہ کوئی مسلمانوں میں ایسا ہوا ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں احاطۂ علم کا دعوی کرے اور وہ جو میاں جی نے الا بماشاء کی ذیل میں ما کے عموم سے بحث کی اور اپنی کمال براعت کو ظاہر کیا وہ اصل میں کمال حماقت ہے چنانچہ مفصل معلوم ہو جائیگا۔

ایضا جلد سابع سورۂ انعام کی تفسیر میں قسطلانی فرماتے ہیں ومقتضاہ اطلاع الرسول علی بعض المغیب والولی تابع للرسول یاخذ عنہ ایضا سورۂ لقمان میں ہے قال فی شرح المشکوۃ فان قیل لیس اخبارہ ﷺ عن امارات الساعۃ من قولہ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا واجاب بانہ اذا ظہر بعض المرتضین من عبادہ بعض ما کشف لہ من الغیوب لمصلحۃ مالا یکون اخبارا بالغیب بل یکون تبلیغا لہ قال اللہ تعالیٰ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اھ اس عبارت سے طیبی کا بھی اعتماد معلوم ہوا ہے کہ احاطہ کے قائل نہیں انہیں سے میاں جی نے صفحہ ۲۹ میں کچھ عبارت نقل کر کے نقالی اپنی ظاہر کی ہے۔

یہ چند تصریحیں مفسرین کی نقل کی گئیں اب ایک دو حدیثیں صحیحین وغیرہما کی پیش کی جاتی ہیں جس سے صاف معلوم ہوگا کہ آنحضرت کو قیامت میں بھی احاطۂ علم حاصل نہیں ہر چند احادیث ا۔ں باب میں متعذر ہے لیکن عاجز اختصارا ایک دو ہی حدیثیں نقل کرتا ہے۔ ایک کو میاں جی نے اپنے حماقت نامہ میں مخاصمین کی طرف سے ذکر بھی کیا اور جواب تو در کنار مسخ کرنے کی گنجائش نہیں ملی۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ترد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنہ کما یذود الرجل ابل الرجل عن ابلہ قالوا یا نبی اللہ تعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لاحد غیر کم تردون علی غرا محجلین من اثار الوضوء ولیصدن عنی طائفۃ منکم فلا یصلون فاقول یارب ھو۔ لا۔۔۔ بن حابہ فیجیبنی ملک فیقول وھل تدری ما احدثوا بعدک اخرجہ الشیخان وغیرھما وفی طریق فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (الحدیث)

ترجمہ: مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے وارد ہوگی امت میری حوض پر اور میں کھیدوں گا باقی لوگوں کو حوض سے جیسے کہ کھیدتا ہے کوئی شخص دوسرے کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے عرض کی صحابہ نے اے پیغمبر پروردگار کے کیا آپ ہم کو وہاں پہچان لیں گے فرمایا ہاں تمہاری ایک نشانی ہوگی جو غیروں میں نہ ہوگی تم وارد ہوگے مجھ پر اور پیشانی اور اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور البتہ روکا جاویگا ایک طائفہ تم میں کا مجھ سے پس نہ ملیں گے پھر کہوں گا میں اے اللہ یہ میرے اصحاب ہیں پس جواب دے گا مجھ کو کوئی فرشتہ (یا مالک) کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کچھ کیا۔

شراح حدیث فرماتے ہیں کہ یا یہ لوگ منافق اور مرتد ہیں یا عصاۃ اور نیز یا آپ کے زمانے کے ہیں یا بعد کے۔ لیکن صحیح مسلم کے ایک طریقہ میں یوں واقع ہوا ہے فقالوا کیف تعرف من لم یات بعد (الحدیث) پھر اسی طریقہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ ھؤلاء اصحابی سے مراد آپ کے زمانے کے لوگ ہیں اب مطلب یہ ہوا کہ ذود اور ندا بعد کے لوگوں کو بھی ہوگی لیکن اصحابی کے کلمہ سے مراد آپ کے ہی زمانے کے لوگ ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ حدیث نص قاطع ہے کہ آنحضرت ﷺ کو احاطہ کیا مہمات کا بھی استیعاب نہیں اور واقعہ بھی قیامت کا ہے جس سے کسی غبی کو یہ بھی گنجائش نہیں کہ اوائل پر محمول کرے۔ دوسری حدیث شفاعت کی جو صحاح میں موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور باقی صالحین جہنم سے اُن لوگوں کو نکالیں گے جن کو علاوہ ایمان کے کچھ قلیل و کثیر عمل صالح بھی ہوگا اور شافعین کے واسطے سیما مقرر کیا جاوے گا کہ اُس کے ذریعے سے نکالتے جائیں گے۔ پھر مجرد ایمان والے سوائے رب العزۃ کے کوئی نہیں پہچانے گا اُن کو رب رحیم خود ہی نکالے گا۔

صحیح مسلم میں ہے فیقول اللہ تعالیٰ شفعت الملائکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منھا قوم لم یعملوا خیرا قط۔ اور اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قال القاضی فھولاء ھم

الذین معهم مجرد الایمان وهم الذین لم یؤذن فی الشفاعة فیهم وانمادلت الاثار علی انه اذن لمن عنده شیء زائدمن العمل علی مجرد الایمان وجعل للشافعین من الملائکة والنبی صلوات اللہ وسلامه علیهم دلیلاً علیه وتفرد اللہ عزوجل بعلم ماتکنه القلوب والرحمة لمن لیس عنده الا مجرد الاذن انتھی۔ اوراسی حدیث میں ہے بتحمید یعلمنیه ربی عزوجل یعنی مقام محمود میں وہ حمد سکھلایا جاؤں گا جو پہلے اس سے معلوم نہ ہوگی۔ چنانچہ ترمذی کی روایت میں یوں ہے ثم یفتح اللہ علی من محامده۔

اب چند تصریحیں فقہاء کی پیش کرتا ہوں استیعاب ان کا بھی محال ہے منجملہ اُن کے وہ ہے جو میاں جی نے خود ہی صفحہ ۳۲ میں طحطاوی سے نقل کر کے اسلام کی طرف ہدایت نہیں پائی لان الاشیاء تعرض علیه ﷺ ویعرف بعض الغیب یعنی آنحضرت بعض مغیبات سے مطلع کئے جاتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے اس شخص کی حماقت سے کہ وہ عبارتیں نقل کرتا ہے جو اس کے نقیض مدعی پر دلالت کرتی ہیں شاید یہ یوں سمجھا ہوا ہے کہ جہاں مادہ غ ی ب کا ہو وہ میرا ہی مدعیٰ ہے شامی نے اپنے رسالہ سل الحسام میں بعد ذکر کرنے عبارت ابوسعود کے جو الا من ارتضیٰ من رسول کی ذیل میں ہے اور بیشتر نقل ہو چکی یوں فرمایا ہے:

وحاصله ان اللہ سبحانه وتعالیٰ متفرد بعلم الغیب المطلق المتعلق بجمیع المعلومات وانه انمایطلع رسله بعض غیوبه المتعلقة بالرسالة اطلاعاجلیاواضحالاشك فیه بالوحی الصریح ولاینافی ذلك ان یطلع بعض اولیاءه علی بعض ذلك اطلاعادونه فی الرتبة فمن ادعی علم بعض الحوادث بوحی من اهله اوبکشف من ذوی الکرامات فهوصادق ودعواه جائزلان مااختص به تعالیٰ هوالغیب المطلق علی ان ما یدعیه العبدلیس غیباحقیقة لانه انمایکون باعلام اللہ تعالیٰ کمامر اھ یعنی اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ یکتا ہی غیب مطلق کے علم

میں جو متعلق ہے جمیع معلومات کے ساتھ اور سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بعض غیبوں پر جو کہ متعلق رسالت کے ہیں اطلاع دیتا ہے اور ایسا ہی بعض اولیاء کرام کو بھی بعض چیزیں معلوم کرائی جاتی ہیں منجملہ اُن کے عبارت شرح فقہ اکبر کی ہے ثم اعلم ان الانبياء لم يعلم المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله احيانا وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبی ﷺ يعلم الغيب۔

اور۔۔ جو میاں جی نے اپنے حماقت نامہ کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے کہ اس میں اور آیت قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ میں کوئی فرق نہیں کمال حماقت ہے ورنہ آیت میں استثناء مَنْ سے ہے تو خلاصہ اُس کا یہ ہوگا کہ کوئی نہیں جانتا غیب مگر اللہ اور عبارت شرح فقہ اکبر میں استثناء اشیاء سے ہے اور ہر ایک جانتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے قلیل ہوتا ہے تو خلاصہ یہ ہوگا کہ بعض اشیاء جانتے نہ کل۔ یہ شخص ادنی عبارت کا مطلب تو سمجھ سکتا نہیں پھر حماقت سے ارباب فضل وکمال پر اعتراض کرتا ہے۔

منجملہ ان کے وہ ہے کہ فتاویٰ متعددہ میں موجود ہے کہ جو کوئی اپنے نکاح میں خدا اور رسول شاہدین مقرر کرے اور اعتقاد یہ ہو کہ آنحضرت حاضر وناضر ہیں کافر ہے۔ اور وہ جو اس شخص نے ص ۳۴ میں تحریر کیا ہے کہ یہ تکفیر اُس کے حق میں ہے جو علم آنحضرت کا ذاتی جانتا ہوں اُس کی تم۔۔۔ ورنہ پھر اس عبارت کے کیا معنیٰ ہیں جو یہ شخص خود طحطاوی سے نقل کر رہا ہے (ان رواية التكفير غير صحيحة) کیونکہ ذاتی مان کر تو خود مان لیا ہے کہ کفر ہے پھر اس روایت کے غیر صحیح ہونے کے کیا معنی اس بے ہدایت کو اللہ تعالیٰ شاہ اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے سے نجات دے عبارت کا مطلب تک نہیں سمجھتا۔

واقع میں یوں ہے کہ اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت کو بالذات ایک شئی کا بھی علم نہیں اور بالغیر بعض اشیاء کا ہے لیکن محیط نہیں۔ پھر بعض فقہا نے یہ خیال کر کے کہ اس فعل کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ اعتقاد کرتا ہو کہ بعض اشیاء کا علم اللہ تعالیٰ نے۔۔۔

کو ہوسکتا ہے تو میرا نکاح بھی اسی قبیل سے ہو جائے گا پھر اس تقدیر پر تکفیر کرنی چاہیے۔

راقم الحروف خود قائل ہے کہ بے شک بمجرد اس فعل کے یکا یک ہی تکفیر کرنی چاہیے کیونکہ تاویل کی گنجائش ہے مگر یہ تو جب ہے کہ مظنۂ تاویل ہو اور جب اپنے مطلب کی تصریح کرکے اس پر اصرار کرے تو اس کے کفر میں کیا شک اور میاں جی اسی قبیل سے ہیں شامی میں ہے وفی الخلاصة وغیرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنعه فعلى المفتى ان يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير تحسيناللظن بالمسلم زادفى البزازية الااذاصرح بارادة موجب الكفر فلاينفعه التاويل۔

منجملہ ان کے وہ ہے کہ مجالس الابرار موجود ہے اخلاص التوحید کے باب میں فعلى هذا كله من يقول لااله الاالله يصير كانه يقول لاواجب الوجودالاالله ولاواجب القدم والبقاء الاالله ولا قادرعلى ايجادالممكنات كلهاالاالله ولاعالم بمالايتناهى من المعلومات الاالله اھ یعنی کلمہ طیبہ کے مفہوم میں داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم جمیع معلومات کا نہیں۔ اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ اعتقاد توحید میں داخل ہے تو مخالفت اشراک ہے جیسے کہ گذر چکا میاں جی کو گنجائش نہیں کہ کہیں مراد نفی علم ذاتی کی ہے غیر سے اس واسطے کہ پھر مسئلہ کو علم محیط میں فرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اور معلوم ہے اہل علم کو کہ روایات میں مفہوم مخالف معتبر ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے حق میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخيار فى علم الوعظ والنصيحة يتضمن فوائد كثيره من باب اسرار الشرائع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب ردالبدع والعادات الشنيعة واعظ صاحب اگر ایسی کتاب کو پڑھ لیتے تو شاید اسلام کی طرف راغب ہوتے مگر مصیبت تو یہ ہے کہ ان کو ناٹک کے سوا کسی چیز سے ذوق نہیں اس زمانے کے قریب لوگوں میں سے مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاوے میں ہے "فی الواقع ہمچو اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت

حاضر و ناظر اند و بھمہ حال بر نداء ما مطلع میشوند اگرچہ

از بعید باشد شرک است چہ این صفت از صفات حق جل جلالہ ست

کسی را در ان شرکت نیست انتہی

یعنی بے شک ایسا اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناضر ہیں اور ہر وقت اور ہر حال میں ہماری آوازوں سے مطلع ہوتے ہیں اگرچہ دور سے ہوں شرک ہے اس واسطے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ شانہ کی صفتوں سے ہے کسی کو اُس میں شرکت نہیں اور وہ جو میاں جی نے صفحہ ۳۳ میں شاہ اسحٰق صاحب کی عبارت کو شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کے ساتھ معارض مان رکھا ہے کمال حماقت ہے کیونکہ شاہ صاحب نے پہلے باب اس عنوان سے منعقد کیا ''بـــاب اختلاف احوال النـــاس فی البرزخ '' تو عنوان باب ہی سے معلوم ہوا کہ احوال مختلف ہیں پھر شاہ صاحب نے رؤس اصناف چار قرار دیئے ہیں اور فروع کے حق میں فرمایا ''لا یرجی احصاء ھا '' پھر ہر فرقہ میں منفردۃ عن الاخری احوال کثیرہ نقل کئے اور لفظ ربما اور تارۃ استعمال کرتے گئے جو سور ایجاب جزئی کا ہے۔

پھر یہ شاہ اسحٰق صاحب کو کیا مضر ہے وہ تو کلیۃ میں کلام کر رہے ہیں اب پہلے نداء کرنے والے اور حاضر جاننے والے کو یہ ثابت کرنا پڑیگا کہ یہ میت فلاں فرقے سے ہے و لا سبیل الی ذلك پھر اگر فرقہ معلوم ہو جائے تو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس وقت معین میں کونسا حال ہے پس احتمال در احتمال ہو کر کیونکر صحیح ہے کہ کسی خاص واقعے کے حق میں دعوی اطلاع کا کیا جائے اور اس مثال یوں ہے کہ زید یوں کہے کہ کسی کو بالخصوص اہل جنت میں سے قرار دے کر اُس پر جازم ہو جانا ناجائز ہے اور عمر یوں کہے کہ بعض بشر یقیناً جنتی ہیں تو اب زید و عمرو میں کیا تعارض ہے بلکہ مسئلہ بھی تو یوں ہی ہے اللہ تعالیٰ اِس بے ہدایت کو ہدایت عطا کرے کہ عبارت سمجھتا نہیں اور رسالہ لکھنے پر آمادہ ہوا ''من لا یعرف الفقہ قد صنف فیہ کتابا''۔

یہاں تک عاجز نے پچیس (۲۵) نقل صحیح و صریح اپنے مطلب کے اِثبات میں منجملہ کتب

تفسیر اور فقہ و شروح حدیث کے لکھ دیئے اہل اسلام کو کفایت کریں گے اب اتنی اور گذارش ہے کہ اب تک احقر نے علی سبیل التنزل یہ دعوی کیا تھا کہ نفی علم محیط کی غیر باری سے سمعا ہے اور اگر تحقیق مطمح نظر ہو تو یہ نفی عقلا ہو کر جزء توحید کا ہے جس برہان سے متکلمین نے اثبات واجب الوجود کا کیا ہے اُسی دلیل سے یہ مطلب بھی ثابت ہو جائیگا یعنی برہان تسلسل وغیرہ سے تفسیر کبیر میں وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ کی ذیل میں ہے وایضا فکما ان لفظ الآیۃ یدل علی ھذا التوحید فکذا البرھان العقلی یساعد علیه وتقریرہ ان المبدأ الحصول العلم بالآثار والنتائج والصنائع ھو العلم بالمؤثر والمؤثر الاول فی کل الممکنات ھو الحق سبحانه فالمفتح الاول للعلم بجمیع المعلومات ھو العلم به سبحانه لکن العلم به لیس الا له لان ماسواہ اثر والعلم بالاثر لایفید العلم بالمؤثر انتھی۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ علم معلول کا نہیں مگر تلقاء علت سے اور مبدأ اول سے کسی کا علم متعلق نہیں تو کسی چیز پر ممکنات کا علم تام نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض مغیبات پر اطلاع دی بھی دی سو وہ بھی علم تام نہیں معرفت اللہ تعالیٰ کی بالکنہ تو واقع نہیں بلکہ بعض امتناع کی طرف گئے ہیں شرح عقائد عضدیہ میں ہے واما معرفة الله تعالیٰ بالکنہ فغیر واقع عند المحققین و منھم من قاله بامتناعه کحجة الاسلام وامام الحرمین والصوفیة والفلاسفة انتھی۔ احقر کہتا ہے کہ کلمات صوفیہ کرام کے متفق ہیں اس امر پر کہ وجود بحیثیت من حیث الکنه مدرک نہیں اور مرتبۂ احدیۃ مرتبۂ لاتعین ہے۔

تحفہ مرسلہ میں ہے وان ذلك الوجود من حیث الکنه لاینکشف لاحد ولایدرکه العقل ولاالوھم ولاالحواس ولایاتی فی القیاس لان کلھن محدثات والمحدث لایدرك الاالمحدث تعالیٰ ذاته وصفاته عن ذلك علوا کبیرا ومن اراد معرفته من ھذا الوجه وسعی فیه فقد ضیع وقته انتھی۔ اگر کوئی کہے کہ بے شک

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرتبہ مطلب نکلا جو اہل نہیں ہوسکتا لکن یہ مرتبہ مرتبہ علت کا بھی نہیں علت کا مرتبہ مرتبہ تعیین ثانی یعنی واحدیت کا ہے تو جواب اصلی ہوچکی ہے۔

اور کہ مرتبہ واحدیت کی علت وحدت ہے اور مرتبہ واحدیت کی علت مرتبہ وحدت ہے اور مرتبہ وحدة کی علت وہی مرتبہ احدیہ ہے تو جب علت اولی کے الا ماشاء علم نہیں تو سب معلومات متاخرہ کا علم تام ووافی نہیں۔ اس سے ایک حماقت واعظ جی کی ظاہر ہوئی جو صفحہ...... الغیب اھ۔ میں واقع ہے ''عارفین کاملین کے دو مرتبے ہیں اول ابتداء کا جس میں الحق مرأة الخلق صادق ہے دوسرا مرتبہ انتہاء کا جس میں الحق مرأة الخلق واقع ہے اس مرتبہ میں بھی جب تک تحقق اور اتصاف اس کے ساتھ ہے اور وہ دائمی ہے تخلف علم غیب نہیں ہوسکتا انتھی۔ پھر ترقی کر کے کہتے ہیں علاوہ ازیں عارفین کا علم غیب علم الٰہی ہے اھ یہ عجیب زندقہ ہے کہ مراتب کونیہ کو حقیقۃً مراتب۔ تعالیٰ پر اطلاق کرنے لگا حالانکہ صوفیاء کرام تصریح کرچکے ہیں کہ مراتب کونیہ بت وجود پر حقیقۃً اطلاق کرنا زندقہ ہے چنانچہ لوائح اور اس کے حاشیہ فوائح اور باقی حقائق کی کتابوں میں تصریح ہے اور جو عبارتیں مرسل ہیں وہ مجاز ہیں واعظ جی اٹھے اور طنبور میں ایک نغمہ اور بڑھایا اور زندیقوں میں شمار ہوئے۔ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد۔ گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ یہ اس واسطے کہ اگر مجاز اطلاق کیا ہوتا تو کاہے کو یہ مطلب نکالتے جس کے درپے ہیں۔

حقیر کو اس قسم کے امور نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میاں جی نے چونکہ ایک دو لفظ مصطلح فن حقائق کے نقل کر کے اپنی براعت ظاہر کی مجھے بھی ظاہر کرنا پڑا کہ اصل میں حماقت سوائے نقالی کے اور کچھ نہیں۔ ایضاً تفسیر کبیر میں وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ذیل میں ہے وسمعت الشیخ الامام الوالدعمر ضیاء الدین رحمه الله تعالیٰ قال سمعت الشیخ اباالقاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات الله تعالیٰ غیر متناهیة ومعلوماته فی کل واحد من تلك المعلومات

ایضاغیر متناهیة وذلك لان الجوهر الفرد یمکن وقوعه فی احیاز لانهایة لهاعلی البدل ویمکن اتصافه بصفات لانهایة لهاعلی البدل و کل تلك الاحوال التقدیریة دالة علی حکمة الله تعالیٰ وقدرته ایضاواذاکان الجوهر الفرد والجز الذی لایتجزی کذلك فکیف القول فی کل ملکوت الله تعالیٰ فثبت ان دلالة ملك الله تعالی وملکوته علی نعوت جلاله وسمات عظمته وعزته غیر متناهیة وحصول المعلومات التی لانهایة لهادفعة واحدة فی عقوله الخلق محال فاذن لاطریق الی تحصیل تلك المعارف الابان یحصل بعضهاعقیب البعض لاالی نهایة (ای لاتقفیة) ولاالیٰ اخرفی المستقبل فلهذاالسبب والله اعلم لم یقل و کذلك اریناه ملکوت السموات والارض وهذاهوالمرادمن قوله المحققین السفرالی الله له نهایة واماالسفرفی الله فانه لانهایة له والله اعلم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حصول علم غیر متناہیہ کا خلق کو محال ہے لہذا مشہور ہے کہ سیر فی اللہ کو نہایت نہیں ۔

ای برادر بے نہایت درگہی ست ہرچہ بروی میرسی بروی مایست

دفعۃً کا لفظ امام کی عبارت میں اس واسطے آیا ہے کہ اگر خلق کو علوم غیر متناہیہ کے حصول کا امکان ہوتا سووہ دفعۃً ہی ہوتا اس واسطے کہ خلق کا وجود متناہی زمانے والا ہے پس اگر اس زمانِ متناہی میں علم تدریجاً حاصل ہوتا تو وہ قدر متناہی ہوتا اور خروج علوم کا تناہی سے عدم تناہی کی طرف دفعۃً ہوتا اور جب یہ بھی محال ہے اور زمان متناہی ہے تو اب کوئی صورت غیر متناہی حاصل ہونے کی نہیں دفعۃً تو محال ہے اور زمانِ متناہی میں تدریجاً جائز ہے البتہ اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ نشاۃ آخرت میں ہے سو اس کا ہم انکار نہیں کرتے۔

مولانا عارف جامی نقد النصوص لنقش الفصوص میں فرماتے ہیں...... معرفة هذه الذات ایضامن حیث عدم العلم بماانطوت علیه من الامور الکامنة فی غیب کنهها التی لایمکن تعینها وظهورها دفعة بل بالتدریج اھ۔

اب یہ چند تقریحسین نقل ہو چکیں کہ صوفیہ کرام کے نزدیک حصول علوم غیر متناہیہ کا محال ہے اب یہاں ایک شبہ ہے کہ اُس کو دفع کر کے مقصد ختم کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ البتہ یہ کلام تمہارے رسول اللہ ﷺ کے ماعدا میں نافذ وتام ہے لیکن حقیقۃ محمدیہ سو وہ صوفیہ کرام کے نزدیک جامع شیون الٓہیہ وکونیہ ہیں اور مرتبہ تعین اول کا ہے جس کو حقیقۃ الحقائق بھی کہتے ہیں تو اب آنحضرت ﷺ کو علم محیط ہونا چاہیے؟۔ **جواب** اس کا یہ ہے کہ اگر یہ کلام مسلم ہو تو صوفیہ کرام سے یہ کلام آنحضرت کے عین ثابتہ میں واقع ہوا ہے اور ہمارا کلام تنزل خامس میں ہے نقد النصوص میں ہے وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیا کم من حیث بشریتہ الی آخرہ یعنی تنزل خامس میں آنحضرت ﷺ کو علم محیط نہیں ہو سکتا واللہ المحیط اب اتنے کلام سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام میں سے کوئی ادھر نہیں گیا کہ آپ کو علم محیط ہو سکتا ہے۔ رہے میاں جی سو نہ وہ مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں اور نہ انسانوں میں ختم ہوا مقصد۔

اب ایک خاتمہ میں میاں جی کی حماقتیں جو کہ اُن کے رسالے میں صادر ہوئی ہیں ظاہر کرنی چاہتا ہوں اتنی خبر ہو گئی ہو گی کہ اکثر علماء کہ جن سے میاں جی نے عبارتیں نقل کی ہیں اُن کا اعتقاد کیا ہے پس اُن کی عبارۃ میں کہیں لفظ عموم کا ہوتا تو اُس سے وہی مراد ہوتی جو انہوں نے دوسرے موقع میں ذکر کر دی مگر میاں جی کو اسلام سے کام نہیں لہٰذا اُن کے دفع کے واسطے خاتمہ کا اضافہ کرتا ہوں۔

خاتمہ: پہلی حماقت صفحہ ۱۰،۱۱ میں ہے تیسرا استثناء ویَعۡلَمُ مَابَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَاخَلۡفَھُمۡ وَلَایُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَاشَاءَ الی آخرہ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اس طرح کا احاطہ علمی نسبت جملہ اشیاء کے بندوں کو حاصل نہیں مگر جس قدر اللہ اُن کو معلوم کرا دے چاہے جملہ اشیاء کا علم محیط اُن کو بخشے چاہے بعض کا (نیز) اور نیز میں نے جملہ اشیاء غائبہ کے علم کا حکم اس واسطے کیا کہ بماشاء یحیطون کا متعلق ہو گا اس لئے کہ بعد استثناء نفی فنا ہو جائے گی اس صورت میں حاصل ترجمہ وہی ہو گا جو میں نے کیا اھ۔ ناقل جی اگر آپ کسی نحو میر پڑھنے والے سے مستثنیٰ کی تعریف سمجھ لیتے تو کاہے کو اس حماقت میں پھنستے۔ اجی میاں جی مستثنیٰ وہ ہے کہ متعدد سے نکالا ہوا ہو تو لامحالہ مستثنیٰ منہ سے کم ہو گا نہ مساوی ہو سکے نہ زائد۔

توضیح کے باب البیان میں ہے الاستثناء المستغرق باطل واصحابنا قیدوہ بلفظہ او بما یساویہ نحو عبیدی احرار الا عبیدی او الا ممالیکی لکن ان استثنی

بلفظ یکون اخص منه فی المفهوم لکن فی الوجود یساویه یصح نحو عبیدی احرار الاھٰؤلاء ولاعبیدله سواھم اھ۔ پس جب الابماشاء بشی من علمه سے مستثنی ہے تو خلاصہ مطلب کا یہی ہوا کہ بعض اشیاء کا علم دیتا ہے نہ کل کا۔

اس احمق کو اتنا معلوم نہیں کہ یہ مطلب اس کا تو جب حاصل ہوتا کہ لایحیطون سے استثناء ہوتا اور مطلب یہ ہوتا کہ سب لوگ تو احاطہ نہیں کر سکتے مگر بعض لوگ احاطہ کر سکتے ہیں مگر آیت میں تو یوں نہیں آیت میں تو یوں ہے کہ کسی چیز کو احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس کو اللہ بتلادے اور ظاہر ہے کہ مستثنی بعض مستثنی منہ کا ہوتا ہے تو بعینہ وہی مطلب نکلا جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں اسی آیت کے ذیل میں بعضیت کی تصریح ہے عبارت اُس کی نقل ہو چکی۔

اور تفسیر کبیر سے اب نقل کرتا ہوں اماقوله الابماشاء ففیه قولان احدهما لایعلمون شیئا من معلوماته الابماشاء هوان یعلمهم کماحکی عنهم انهم قالوالاعلم لنا الا ماعلمتنا۔ والثانی انهم لایعلمون الغیب الاعنداطلاع الله بعض انبیائه علی بعض الغیب اھ۔ ان دونوں قولوں میں یہ فرق ہے کہ پہلے قول میں آیت کو مطلق معلومات میں فرض کیا چاہے عالم غیب سے ہوں چاہے عالمِ شہادت سے اور ثانی قول میں آیت کو فقط مغیبات میں فرض کیا پھر موافق عقیدۂ اہل اسلام کے بعض کی تصریح کردی امام رازی کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں نفی مطلق علم کی ہے چاہے بالذات ہو چاہے بالغیر تو اب کسی کو یہ گنجائش نہیں کہ آیت میں استثناء منقطع قرار دے کر یہ تحریف کرے کہ مطلب نفی بالذات کی ہے اور اثبات بالغیر کا تو یہ اثبات عام رہے گا اس واسطے کہ امام نے تصریح کردی کہ نفی اصل کی ہے غیر قد مستثنی میں تو اب بالذات اور بالغیر دونوں منفی ہو جاوینگے اور قدر مستثنی باقی رہ جاوے گا اور وہ حسب قاعدہ مستثنی بعض ہی ہے۔ پس اس آیت سے استدلال کرنا سراسر حماقت ہے اور لطف یہ کہ پھر اس پر فخر کیا جیسے مشہور نقل ہے کہ ہم تو کنجن ہیں اللہ اس بے ہدایت کو ہدایت عطا کرے۔

قولہ صفحہ نمبر ۱۱: نقلاعن روح البیان وفی التاویلات النجمیة یعلم محمد ﷺ مابین ایدیهم الی آخرہ عبد ضعیف نے پہلی عبارت ان کی الامن ارتضی من رسول کی ذیل میں موافق عبارت ابوالسعود کے ذکر کردی ہے جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ عقیدہ صاحب روح البیان کا بعضیت کا ہے نہ یہ کہ رسل علیہم السلام کو علمِ محیط ہو پس اس احمق نے یہاں کی عبارت سے کیونکر عموم سمجھا حالانکہ صاحب روح البیان نے خود اُن امور کو بیان کردیا ہے جو کہ احوال مبدأ ومعاد کے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے علی رؤس الاشہاد بیان کردیئے ہیں استغراق وعموم سے یہاں

کوئی واسطہ نہیں بیوقوف کو جو سامنے آتی ہے کہہ بیٹھتا ہے سمجھنے سے کام نہیں۔

نیز واضح ہو کہ یعلم کی ضمیر کا رسول اللہ کی طرف راجع کرنے سے سباق وسیاق اور سائر مفسرین کے اتفاق کے مخالف ہے معہذا ہمارے مقصود سے خلاف اور مناقض نہیں کیونکہ مصداق تو وہی قرار دیا ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو تعلیم کر دیا ہے اگر وہ اُمور بھی لئے جائیں کہ جن کا علم آپ ہی کو ہے جب بھی استغراق وغیرہ کا نام نہیں۔

قولہ صفحہ ۱۳: ایسا ہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں اسی آیت کے تحت میں ویکون الرسول علیکم شهیدا یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ است وحقیقت ایمان او چیست وحجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک وبد شمار او اخلاص شمار او نفاق شمار الخ۔

ناقل جی نے اگرچہ عبارت مذکورہ کا مطلب نہیں سمجھا لیکن ہر کے لفظ کو تو دیکھ لیا ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہاں نقال جی نے متوسط مغنی کا کام کیا ہے فانہ کما قال الجاحظ یختم علی القلب ویاخذ بالانفاس ولیس بجید فیطرب ولا روی فیضحک۔ اب مطالب اس عبارت کا سن لینا چاہیے تفسیر کبیر میں فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید الایہ کی ذیل میں ہے فمعنی هذا الکلام کیف ترون یوم القیمة اذا استشهد الله علی کل امة برسولها واستشهد علی هؤلاء یعنی قوله المخاطبین الذین شاهدهم وعرف احوالهم ثم ان اهل کل عصر یشهدون علی غیرهم من شاهدوا احوالهم وعلی هذا الوجه قال عیسی علیه السلام وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم اھ۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شہادت بلا اطلاع جدید آپ کے معاصرین پر ہوگی تو اب اسی محمل پر شاہ صاحب کی عبارت آسانی سے محمول ہو سکتی ہے اور مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم نے بسبب نور نبوت یعنی اجتہاد کے اپنے اہل عصر سے جس کو دیکھا اُس کے رتبہ کا علم حاصل کیا اور یہ مسلم ہے کہ اجتہاد آنحضرت کا اُمور تبلیغیہ اور مبادی وثمرات اُن کی میں خطا پر مقر نہیں ہو سکتا تو اب نقال جی اپنی حماقت سے اجتہاد اور غیب دانی میں فرق نہیں کرتے اور حالانکہ خود شاہ صاحب کی عبارت میں شہادت اس مطلب کی موجود ہے کیونکہ شاہ صاحب بعد

میں فرماتے ہیں (وازیں ست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز چنیں می کند و فلانے چنیاں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد اھ) تو پہلی عبارت میں نور نبوت سے تعبیر کی جس سے معلوم ہوا کہ اطلاع مستانف کی ضرورت نہیں نور نبوت ہی کافی ہے۔ دوسرے عبارت میں مطلع می سازند سے تعبیر کی یعنی بذریعہ فرشتوں کے اطلاع مستانف دی جاتی ہے اور پہلا حال حیات طیبہ کا ہے اور ثانی برزخ کا۔

پھر مجھے سخت تعجب آتا ہے اس جاہل کی جہالت سے کہ شاہ صاحب تصریح فرمارہے ہیں کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو اعمالِ امت سے اطلاع دی جا رہی ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے تو دنیا میں تمام وہ علم جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے بالفعل نہیں عطا ہوا بلکہ تدریجا عطا ہوتا جاتا ہے پھر اس احمق بے ہدایت نے سہل عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا اب تحقیق عرض اعمال کی بطور اختصار سن لینی چاہیے۔ واضح ہو کہ اگر بالفرض سب اعمال امت کے برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیے جاتے تو جب بھی اہل اسلام کے عقیدے کے مصادم نہیں تھا اول تو یہ کہ ایسا علم بالفعل نہیں تدریجا حاصل ہوتا جاتا ہے تو کجا تدریجا حاصل ہونا اور کجا اس احمق کا کفر صریح کہ قِف و قِضیض نقیر و قطمیر سے بالفعل واقف ہیں۔

اور ثانیا یہ کہ تدریجا ہو کر کے بھی اپنی اُمت ہی کے اعمال کا علم ہے پس اس شمول و استغراق سے کیا واسطہ مگر معہذا احادیث صریحہ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کو اپنی امت کے اعمال کا پورا علم حاصل نہیں۔ صحیح مسلم کی روایت سے پہلے ایک حدیث گذر چکی اب اُسی حدیث کو پورے پورے سیاق سے نقل کرتا ہوں عن ابن عباس قال قام فینا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا بموعظة فقال ایها الناس انکم محشرون الی الله حفاة عراة غرلا کما بدأنا اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسی یوم القیامة ابراهیم علیه السلام الا وانه سیجاء برجال من امتی فیؤخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انك لاتدری ما احدثوا بعدك فاقول کما قال العبد الصالح وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ قال فیقال لی انهم لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم مذ فارقتهم۔ اور تفسیر در منثور میں وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا کی ذیل میں ہے واخرج ابن جریر عن ابن

مسعود فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید قال قال رسول اللہ ﷺ شہیدا علیہم مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ان احادیث سے قطعاً معلوم ہوا کہ آنحضرت کو کل اعمال کی اطلاع نہیں۔

عینی رحمۃ اللہ نے صحیح بخاری کی شرح میں یوں تطبیق دی ہے (فان قلت کیف خفی علیہ حالہم مع اخبارہ بعرض اعمال امتہ علیہ قلت لیسوا من امتہ وانما یعرض علیہ اعمال الموحدین لاالمرتدین والمنافقین) مگر یہ تطبیق اُس روایت میں جو کہ بخاری کے باب فی الحوض میں ہے نافذ نہیں اور وہ یہ ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال بینا انا قائم فاذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال ہلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت وماشانہم قال انہم ارتدوا بعدک علی ادبارہم القہقری ثم اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال ہلم قلت این قال الی النار واللہ قلت ماشانہم قال انہم ارتدوا بعدک علی ادبارہم القہقری فلا اراہ یخلص منہم الا مثل ہمل النعم کیونکہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بعض اُن سے نجات پائیں گے قسطلانی میں ہے یعنی ان الناجی منہم قلیل فی قلۃ النعم الضالۃ وہذا یشعر بانہم صنفان کفار وعصاۃ اب محقق یہ ہوا کہ بعض اعمال آنحضرت پر عرض کئے جاتے ہیں البتہ صحاح وغیرہا کی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درود وسلام آپ پر سب عرض کیے جاتے ہیں اور یہ شاید اس واسطے کہ چونکہ محل صلوۃ وسلام خود آنحضرت ہی ہیں تو حضرت کو اس کی اطلاع بھی مناسب ہوئی واللہ اعلم۔

مگر اُن حدیثوں سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ تعیین اور تشخیص مصلین ومسلمین کی جاتی ہے یا فقط صلوۃ اور سلام عرض ہوتے ہیں چنانچہ اُس واقعے میں جو صحیح مسلم میں مروی ہے فقط اعمال عرض کیے گئے ہیں تعیین عاملین کی نہیں ہوئی عن ابی داؤد عن النبی ﷺ قال عرضت علیّ اعمال امتی حسنہا وسیئہا فوجدت فی محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخامۃ تکون فی المسجد ولا تدفن اس حدیث میں الاذی یماط عن الطریق اور النخامۃ تکون فی المسجد ولا تدفن کوئی خاص جزئی مشخص نہیں بلکہ کلی ہے خواہ کسی کا فعل ہو فی الجملہ تتبع احادیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یا بعض اعمال بعلم تفصیلی یا کل اعمال بعلم اجمالی عرض کئے جاتے ہیں تاکہ شہادت انبیاء علیہ السلام درست ہو چنانچہ شاہ صاحب نے تصریح کردی ہے رہا استغراق اور شمول سو خاصہ رب قدیر کا ہے اور یہ جو شاہ

صاحب کی عبارت میں یہ لفظ ہے کہ فلانے امروز چنین میکند وفلانے چناں تصویر ہے اطلاع کرنے کی اس عبارت سے تعمیم اطلاع مراد نہیں کما لا یخفی علی من القی السمع وھو شھید۔

اب اس تحقیق سے معلوم کر لینا چاہئے کہ شاہ صاحب نے فلا یظھر علی غیبه احدا کی ذیل میں کیوں یوں تفسیر کی اور اظہار بر بعض از غیوب خاصه خود میفرماید اور وہ جز نقال جی نے یوں اپنا زندقہ ظاہر کیا ہے (یہاں بحسب مقام بطریق عموم حضرت مولانا نے بعض غیوب کا لفظ استعمال فرمایا ہے ورنہ جن آیات میں خصوصیت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آیا ہے وہاں یہی مولانا علیہ الرحمۃ شد و مد اور کمال جد و کد سے بالاستغراق جمیع اشیاء کا علم تفصیلی آنحضرت ﷺ کے لئے ثابت اور محقق فرمار ہے ہیں انتہی۔ یا نفاق خفی ہے یا حمق جلی اس واسطے اس خبیث نے انبیاء علیہم السلام کے غیر کے واسطے تو علم بالاستغراق تسلیم کر لیا ہے چنانچہ عبارت اُس کی نقل ہو چکی کہ انبیاء کے واسطے بعضیت کا مدعی فلعنة الله علی الکاذبین۔

تنبیه اگر آیت وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا سے آنحضرت ﷺ کے علم مستغرق پر استدلال صحیح ہوتا تو اس آیت کے اول سے ہر شخص کا امت سے علم محیط ثابت ہوگا کیونکہ تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بھی نظم میں ویسا ہی ہے سچ ہے کہ دروغ گو را حافظه نباشد ورنہ یہاں بھی استدلال کر کے ریاست حماقت اپنے واسطے مسلم کی ہوتی اب اس تحقیق سے کالشمس علی رابعة النہار معلوم ہو گیا ہوگا کہ شاہ صاحب کی عبارت لوٹ کر اس بے ہدایت پر رجعت ہے کیونکہ شاہ صاحب نے تو تصریح کر دی کہ برزخ میں بعض اعمال سے اطلاع دیجا رہی ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ اُن اشیاء کا علم پہلے نہیں تھا اور ایسے ہی آئندہ کا نہیں اپنے وقت میں اگر اللہ تعالیٰ شانہ کو منظور ہوگا تو دے دے گا۔

خلاصه: یہ ہوا کہ برزخ میں بھی ترقی ہے اور اُس کو کوئی تعلق استغراق سے نہیں بلکہ نقیض ہے استغراق کی پس اب کسی بدفہم کو اہل اسلام کا عقیدہ تسلیم کرنے میں شک نہ رہا اور بالتنصیص علماء اسلام نے تصریح کر دی ہے کہ آنحضرت کو علم کلی ہرگز نہیں چنانچہ امام المتکلمین مولانا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں سورة طٰهٰ کے اوائل میں یوں فرماتے ہیں۔ واعلم ان الله تعالیٰ لذاته عالم وانه عالم بکل المعلومات فی کل الاوقات بعلم واحد وذلك العلم غیر متغیر وذلك العلم من لوازم ذاته من غیر ان یکون موصوفا بالحدوث والامکان والعبد لایشارك الرب الافی السدس الاول وهو اصل العلم ثم هذا السدس بینه وبین عباده ایضا نصفان فخمسة دوانیق مانیق ونصف جزء مسلم

له والنصف الواحد لجملة عباده ثم هذا الجزء الواحد مشترك بين الخلائق كلهم من الملائكة الكروبية والملائكة الروحانية وجملة العرش وسكان السموٰت وملائكة الرحمة وملائكة العذاب و كذا جميع الانبياء الذين اولهم ادم واخرهم محمد ﷺ وعليهم اجمعين و كذا جميع الخلائق كلهم فی علومهم الضرورية والكسبية والحرف والصناعات وجميع الحيوانات فی ادراكاتها وشعوراتها والاهتداء الى مصالحها فی اغذيتها ومضاربها ومنافعها والحاصل لك من ذلك الجزء اقل من الذرة۔

خلاصہ: اس کا یہ ہوا کہ علم انسان کا حتی کہ آنحضرت کا بہ نسبت علم خداوندی کے ذرہ سا۔ سبحان الذی لا یعلم الغیب کله الاهو اب دیکھئے نقال جی آنحضرت کے علم کی نسبت حضرۃ رب العزۃ کے علم سے اور دیکھئے کہ اہل اسلام کا اعتقاد صداقت بنیاد کیا ہے۔

قولہ صفحہ ایضاً دوسری آیت وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا یہ آیت پاک کمال صراحت کیساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علام الغیوب ہونے پر دلالت کر رہی ہے اس لئے کہ جملہ مبارکہ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ جس کا ترجمہ ہے سکھایا آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے جملہ غیوب کو حاوی ہے انتہی۔ اس احمق کور باطن کو یہ معلوم نہیں کہ کلام معجز نظام میں یوں بھی تو ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ اور يُعَلِّمُكُمْ مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پھر اس سے یہ مراد ہے کہ تم سا زندیق بھی علم محیط رکھتا ہے معاذ اللہ من ذالك۔

اب یا نقال جی اپنی انسانیت سے دست بردار ہو جائیے اور یا علم محیط کا دعوی کر کے منصب عزازیلی اختیار کیجئے۔ ارے احمق یہ سب صیغہ عموم کے عموم پر نہیں یہ آیت سورۃ نساء میں ہے اور سورۃ توبہ بعد نساء کے نازل ہوئی ہے اور اس میں ہی لَاتَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ یعنی منافقین کہ جن پر ضمیر عائد ہے آپ ان کو نہیں جانتے اور واقعی یہ ہے کہ عمومات اکثر خصوص میں مستعمل ہوتے ہیں اور اس خصوص کو اصطلاح اصول میں خصوص نہیں کہتے جب تک کہ مخصص کلام مستقل مقارن نہ ہو اور یہ اصطلاح ہے ورنہ اگر قرائن عقلیہ سے یا حالیہ سے چند افراد مخصوص ہوں سو وہ لغۃً خصوص ہی ہے۔

اگر اصطلاح اصول میں اس کو مخصوص البعض نہیں کہتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ اس عام سے مراد خاص ہے تو اس طرح کے خصوص سے کوئی عام باقی رہا ہوگا کہ مخصوص نہ ہوا ہو چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

سے مشہور ہے کہ مامن عام الا وقد خص عنه البعض تفسیر کبیر میں ان الذین کفروا سواء علیهم ءانذرتهم کے ذیل میں تحریر کیا ہے المسئلة الثالثة قوله ان الذین کفروا صیغة للجمع مع لام التعریف وهی للاستغراق بظاهره ثم انه لانزاع فی انه لیس المراد مهنا هذا الظاهر لان کثیرا من الکفار اسلموا فعلمنا ان الله تعالیٰ قد یتکلم بالعام ویکون مراده الخاص اما لاجل ان القرینة الدالة علی ان المراد من ذلك العموم ذلك الخصوص کانت ظاهرة فی زمن الرسول ﷺ فحسن ذلك لعدم التلبیس وظهور المقصود ومثاله ما اذا کان للانسان فی البلد جمع مخصوص من الاعداء فاذا قال ان الناس یؤذوننی فهم کل احد ان مراده من الناس ذلك الجمع علی التعیین واما لاجل ان التکلم بالعام لارادة الخاص جائز وان لم یکن البیان مقرونا به عند من یجوز تاخیر بیان التخصیص عن وقت الخطاب انتهی۔

اور ختم الله علی قلوبهم کی ذیل میں فرماتے ہیں لیس ان جمیع عمومات القران مخصوصة ولا یسمی ذلك کذبا لیس ان کل المتشابهات مصروفة عن ظواهرها ولا یسمی ذلك کذبا انتهی۔ اب نقال جی ڈوب مریں کہ امام المتکلمین نے فرمادیا کہ کل عمومات قرآن شریف کے مخصوص ہیں۔

قولہ صفحہ ۱۵ عن حذیفة رضی الله عنه قال قام فینا رسول الله ﷺ مقاما ما ترك شیئا یکون فی مقامه ذلك الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه دیکھو یہ صحیح ترین حدیث جمیع جزئیات کو قیامت تک شامل ہے لفظ ما کے عموم سے انتہی۔

نقال جی ڈوب مریں اگر کوئی شرح دیکھی ہوتی تو کاہے کو رسوا ہوتے شرح مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف میں ہے (فلم یدع ای لم یترك شیئا ای مما یتعلق بامر الدین مما لابد منه اھ)۔ اور اسی موقع میں شیخ عبدالحق کے ترجمہ میں ہے پس نگذاشت چیزے را از قواعد مهمات دین کہ واقع میشود تا قیامت مگر آنکہ ذکر کرد آنرا ایں مبالغہ است بگردانیدن اکثر در حکم کل اھ۔

قولہ صفحہ ۱۶ عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ فرایته وضع کفه بین کتفی فوجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفته انتہی۔ یہاں نقال جی نے خوب ہی اپنا نسب ابن سبا علیہ اللعنۃ سے ثابت کردیا ہے کہ طیبی کی عبارت میں جو الفاظ مضر دیکھے اڑا دیے اب میں ساری عبارت حسب نقل صاحب مجمع البحار لفظ صور کے مادہ میں

نقل کرتا ہوں قوله وضع كفه مجاز عن تخصيصه بمزيد فضل كفعل الملوك مع بعض خدمه فوجدت بردها كناية عن وصول ذلك الفيض الي قلبه فعلمت يدل على ان وصوله صار سببا العلمه اى علمت ما علمني الله لا كل مافيهما فانه لا يعلم عدد الملائكة وعدد الرمل والتراب ثم استشهد بالاية بانه كشف له وفتح ابواب الغيوب يعني عليه غيوب السماء والارض كما اري ابراهيم ملكوت السمٰوٰت آه اس عبارت سے یہ عجیب ضابطہ کلیہ حاصل ہوا کہ جہاں کہیں الفاظ موہم استغراق کے ہوں انکے یہی معنی ہیں یعنی قید مخصص منوی ومرعی ہے یعنی کل شیٔ اورمافی السموت والارض اورامثال ان کی کا مصداق اشیاء معلومہ ہیں نہ اشیاء غیر معلومہ پس جہاں کوئی لفظ موہم خلاف مقصود کو ہے وہاں یہی قید مراد ہے تو یہ استغراق عرفی کہلائے گا۔

اطول میں ہے وفسر فى شرح المفتاح والسيد السند ايضا الحقيقى بما كان شموله للافراد على سبيل الحقيقة بان لا يخرج فرد والعرفى بما يعد شمولا فى عرف الناس وان خرج عنه كثيرون من افراد المفهوم انتهى اورمثال استغراق عرفی کی ایسی ہے جیسے جمع الامير كل الصاغة ملا علی قاری رحمۃ اللہ فعلمت مافى السمٰوٰت والارض کی ذیل میں یوں تحریر فرماتے ہیں يعنى ما اعلمه الله تعالىٰ مما فيهما من الملائكة والاشجار وغيرهما وهو عبارة عن سعة علمه الذى سعة فتح الله به عليه اور نیز فرماتے ہیں ويمكن ان يراد بالسموات الجهة العليا وبالارض الجهة السفلى ليشمل الجميع لكن لابد من التقييد الذى ذكرنا اذا لايصح اطلاق الجميع كما هو الظاهر۔

یعنی مراد وہ اشیاء ہیں جن کا علم عطا کیا گیا ہے نہ کل اشیاء پس یہ مراد قابل یاد کے ہے کیونکہ اکثر حماقتیں نقال جی کی ان ہی مواضع میں ظاہر ہوئی ہیں اور بعض مواضع میں دیدہ ودانستہ اسلام سے پہلوتہی کی ہے تو اب اہل اسلام کو مناسب ہے کہ عقیدہ موافق اسلام کے راسخ رکھیں اور تصریحات کو مطمح نظر رکھ کر مرسل عبارتوں کا مطلب درست کرلیں جیسے شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کی بعض عبارتیں یا اور بعض علماء کی تو سب کا مطلب وہی ہے جو وہ صاحب خود ہی دیگر مواضع میں تصریح فرمارہی ہیں واللہ الموفق۔

قوله عن ابى ذر قال لقد تركنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وما يتحرك طائر فى السماء الا ذكر لنا منه علما انتهى۔ عاجز نے کئی جواب کلی اور مطردہ ماسبق میں ذکر کردیئے ہیں لیکن یہاں

بھی ظاہر کرتا ہے کہ علماء اسلام نے بخوف الحاد زنادقہ کے اس عبارت میں بھی واضح تفسیریں کی ہیں شرح شفاء میں ہے الاذکرنا منہ علما ای حکما اجمالیا او تفصیلیا اھ۔ یعنی مراد احکام شرعیہ ہیں جو سب اُمت کو علیٰ رؤس الاشہاد تعلیم کیے گئے تو یہاں عموم سے کیا علاقہ اور صاحب مجمع نے نہایہ سے ایک اور معنی نقل کیے ہیں کہ یہ عبارت استیفاء احکام شریعۃ کے واسطے ضرب مثل ہے یعنی کنایہ یا استعارۂ تمثیلیہ ہے اس کے آحاد الفاظ کے واسطے مصداق کا تمحل کرنا ناواقفی ہے علم بیان سے۔

مطول میں ایہام کے ذیل میں یوں ذکر کیا ہے قد ذکر صاحب الکشاف فی قولہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی انہ تمثیل لانہ لما کان الاستواء علی العرش وھو سریر الملک مما یردف الملک جعلوہ کنایۃ عن الملک ولا امتنع ھٰھنا المعنی الحقیقی صار مجازا کقولہ تعالیٰ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ ای ھو بخیل بل یداہ مبسوطتان ای ھو جواد من غیر تصور ید ولا غل ولا بسط والتفسیر بالنعمۃ والتمحل للتثنیۃ من ضیق العطن والمسافرۃ من علم البیان مسیرۃ اعوام وکذا قولہ والسماء بنیناھا باید تمثیل وتصویر لعظمتہ وتوقیف علی کنہ جلالہ من غیر ذھاب بالایدی الی جھۃ حقیقۃ او مجاز بل یذھب الی اخذ الزبدۃ والخلاصۃ من الکلام من غیر ان یتمحل لمفرداتہ حقیقۃ او مجاز وقد شدد النکیر علی تفسیر الید بالنعمۃ والایدی بالقدرۃ والاستواء بالاستیلاء والیمین بالقدرۃ وذکر الشیخ فی دلائل الاعجاز انھم وان کانوا یقولون المراد بالیمین القدرۃ فذلک تفسیرھم علی الجملۃ وقصد الی نفی الجارحۃ بسرعۃ خوفا علی السامع من خطرات تقع للجھال واھل التشبیہ والا فکل ذلک من طریق تمثیل انتھی۔

اس تحقیق انیق سے واضح ہوا کہ امثال اس کلام کے مآل مرام میں مستعمل ہوتے ہیں اور مفردات کا مصداق اور مورد تلاش کرنا بغیر مطمع کے ہے اور جہالت ہے اسالیب کلام سے تو اب بعد اس تمہید کے مجمع کی عبارت نقل کرتا ہوں ترکنا رسول اللہ ﷺ وما طائر بطیر الا عندنا منہ علم یعنی استوفی بیان الشریعۃ حتی لم یبق مشکل فضرب بہ مثلا وقیل المراد انہ لم یترک شیئا الا بینہ حتی احکام الطیر ومایحل ومایحرم وکیف یذبح ومایفدی منہ المحرم اذا اصابہ ونحوہ ولم یرد ان فیہ علما سواہ ورخص ان

یتعاطوا ازجر الطیر کفعل الجاهلیة اھ۔

واضح ہو کہ واقعہ افک میں یہ تاویل کرنی کہ آنحضرت کو اطلاع تھی لیکن آپ اعلام میں ماذون نہ تھے جیسے کہ نقال جی نے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے یا الحاد و زندقہ ہے یا حمق ابن سنبقہ ہے ورنہ کس بابصیرت کو سیاق حدیث افک دیکھ کر اس مسخ کی گنجائش ہے۔ آپ اضطراب شدید سے مضطرب نہ ہوں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے الفت معہودہ ترک کردیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑنے میں متردد رہیں پھر باایں ہمہ احمق بد بخت مسخ مذکور پر جرأت کرے اعاذنا اللہ من الالحاد فی الدین۔

عرضداشت

حقیر نے بہ سبب اختصار اتنے ہی پر کفالت کر کے رسالہ ختم کیا اور در حقیقت مسئلہ ضروریات دین سے ہے کسی کو امت محمدیہ سے اس میں تردد نہیں تصنیف و تالیف اس میں غیر ضروری ہے لیکن زمانہ کی مصیبت ادھر داعی ہوئی۔ اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے اُمید ہے کہ خالصاً لوجہ الکریم پسند کرے اور باعث نفع اہل اسلام ہو اور چونکہ یہ رسالہ علم غیب کے مسئلہ میں ملاحدہ پر غیب کا تیر ہے تو بحکم الاسماء تتنزل من السماء نام اس کا سھم الغیب فی کبد اهل الریب ٹھہرا اور تاریخ تالیف قسے [18] سھم [13] الغیب ہے اور تاریخ طبع بعض احباب نے ولا عالم الغیب الا اللہ پائی ہے واللہ المستعان

فخذها ایها الاخرجزاء علی مادرجت۔ فابك علی خطیئتك وادخل من حیث خرجت۔

ومن بله هذا قد خرنالك یاابله مافیه متبر۔ ودونك هذا السهم وانا الغلام الخرور۔

وادعو الله ذا الاید الشدید ملتجئا و منیبا۔ ان یكون هذا السهم فی كبدك سهما مصیبا۔

فان تحركت ثانیا رمیناك عن قوس واحدة۔ وقددناك بشدید القدعن قوة جاهدة۔

وقد ساهمناك من بعد علی ان منك حركة ومنامنها۔ و [illegible] كیلا بكیل

وزیادة اذ كنا نحن سادة كراما۔ فتقبله بقبول حسن انه هو [illegible]۔ [illegible]۔

وفیه وفاء لبضاعتك المزجاة وشیء من زیادة ونحن معشرة ترضی ینحس

فنكيل ونرجح ـ ونرد البضاعة المزجاة ونتجر فزبح ـ فان آثرت النضال قزال وتجال ـ وقد كفى الله المؤمنين القتال

مدح اهل سنت

ليسفر صباح الصدق والحق والهدى ... ليعل الصواب المحض وليكمن الدجى

ليفرح اولوا الابصار بالنور ساطعا ... ليحزن جهول ابغض النور بالعشى

فما ابصرت عين مثيلا لشمسنا ... وشيخ الورى المولى الرشيد[1] بما علا

فلم تسمع الاسماء فيمامضى ولا ... يأتى الزمان مثل ما اُولى العلى

امين مكين جدد الدين فى البلى ... واضحى فريدا فى الزهادة والتقى

واخلص فى نصح البرية هاديا ... الى هدى خير الناس فيمامضى اتى

تفرس اهل الدين والعلم انه ... امام الهدى شيخ الورى كهف ملتجى

ومن فيه غش من نفاق يسوءه ... ويلوى وفى احشائه النار والجوى

فمت ايها المردود غيظا وحرقه ... فلا يقبل لمغشوش عند اولى النهى

هو البحر فيضا والسحاب افاضة ... فمن طيبة طابت ومن جندل قسا

هو النور حقا والضياء محققا ... فمن كامل المرأى ومن كامل العمى

هو الخير محضا للبرية كلها ... جزاه الكريم البر فى خير ماجزى

ويتلوه نور الشرق والغرب شيخنا ... منار الهدى محمود[2] خلق بماهدى

منبع انهار العلوم وفيضها ... حديثا وفقها فى الروايات معتبرى

ومجمع بحرين الحديث وفقهه ... ولا يبغيان اذ به البرى للصدى

ف: ش: ن: [1] رشید احمد صاحب ۱۲ـ [2] اشارہ الی محمود حسن الدیوبندی ۱۲ـ